درسِ قرآن کریم

جناب پروفیسر مقبول احمد قاسمی

ووصینا الانسان بوالدیہ حسنا وان جاھداک علیٰ ان تشرک بی ما لیس لک بہ علم فلا تطعھما الی مرجعکم فانبئکم بما کنتم تعملون ۔

اور وصیت کی ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کی ۔ اور اگر وہ تم پر زور دیں کہ تو میرے ساتھ شریک بنائے جس کی تجھے خبر نہیں تو ان کا کہنا نہ مان میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے تم نے ۔ پس میں بتادوں گا جو کچھ تم کرتے تھے ۔

وصیت معنی ہے کسی کو ناصحانہ انداز میں ایسی بات کہنا کہ اس پر عمل ضروری اور لازمی ہو ۔ اسی لیے مفسرین نے اس آیت اور اس جیسی دیگر آیات میں وصیت کا معنی حکم کا کیا ہے کہ ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا ۔

لاحقہ و سابقہ آیات میں ایمان اور عمل صالح کا ذکر فرمایا اور بتایا کہ ایمان اور عمل صالح کی بدولت انسان صالح بن جاتا ہے اور اس کا شمار دنیا و آخرت میں صالحین میں ہونے لگتا ہے لہٰذا اس راستہ سے انسان کو کسی صورت نہیں بھٹکنا چاہیئے ۔ خواہ اس کے والدین ہی اس کی راہ میں روکاٹ کیوں نہ بن جائیں اور اگر اس معاملہ میں والدین کو نظر انداز کرنا ضروری ہے تو پھر اور کون ہو سکتا ہے کہ اس کی خوشنودی اور رضا کے لیے توحید اور عمل صالح کو ترک کر دیا جائے ۔ اس آیت کے شانِ نزول کے بارہ میں مفسرین کرام نے دو اقوال نقل فرمائے ہیں ۔ اکثر مفسرین جن میں ابنِ کثیر ، صاحب کشاف اور بغوی وغیرہ شامل ہیں نے کہا ہے یہ آیت حضرت سعد بن ابی وقاص کے بارے میں نازل ہوئی ۔ جب آپ نے اسلام قبول کیا تو آپ کی والدہ سخت ناراض ہوئیں ۔ آپ کی والدہ حمنہ بنت ابی سفیان بن امیہ بن عبدشمس نے کہا کہ تم نے یہ کیسا دین اختیار کر لیا ہے ۔ خدا کی قسم میں اس وقت تک کچھ نہ کھاؤں پیوں گی جب تک تم اسلام کو چھوڑ نہ دو کشاف میں یہ واقعہ بایں الفاظ مذکور ہے ۔

یا سعد بلغنی انک قد صبأت ۔ فو اللہ لا یظلنی سقف بیت من الضیح والریح وان الطعام والشراب علیٰ حرام حتیٰ تکفر بمحمد فابیٰ سعد و بقیت ثلاثۃ ایام کذالک

اے سعد! مجھے پتہ چلا ہے کہ تم بے دین ہو گئے ہو۔ خدا کی قسم مجھے کسی چھت کا سایہ دھوپ اور ہوا سے نہ بچائے گا اور میں جب تک تم محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا انکار نہ کرو گے کچھ نہ کھاؤں پیئوں گی۔ چنانچہ آپ نے والدہ کی یہ بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور اس طرح والدہ نے تقریباً تین دن رات تک کچھ نہ کھایا پیا۔

در منثور میں یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت سعد کی والدہ کو زبردستی کھلایا پلایا جاتا تھا۔ لکڑی کی مدد سے ان کا منہ کھولا جاتا اور اس میں اشیاء ڈال دی جاتیں۔

حضرت سعد رضی اللہ عنہ کا شمار عشرہ مبشرہ میں ہوتا ہے آپ والدہ کی اس حالت کو دیکھ کر پریشان ہو گئے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سارا واقعہ بیان کیا اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ والدہ کے ساتھ معاشرتی اور معاشی مسائل میں تو ضرور حسن سلوک روا رکھا جائے مگر شرک کے بارہ میں ان کی قطعاً اطاعت نہ کی جائے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جہاں حقوق کا معاملہ آجائے وہاں دیگر تمام حقوق ساقط ہو جاتے ہیں خواہ ان کی اپنی جگہ کتنی بڑی اہمیت کیوں نہ ہو۔ اس لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت حرام ہے، امام رازی اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

دلیل علی ان متابعتھم فی الکفر لایجوز وذالک لان الاحسان بالوالدین وجب بامر اللہ فلو ترک العبد عبادۃ اللہ تعالیٰ بقول الوالدین لترک طاعۃ اللہ تعالیٰ۔

ترجمہ:- یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ کفر کے بارہ میں والدین کی اطاعت جائز نہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم بھی تو اللہ ہی نے دیا ہے اور اس حکم کے ساتھ ان سے نیکی کی جاتی ہے لہٰذا اگر والدین کے کہنے پر کوئی شخص اللہ کی عبادت چھوڑ دے تو گویا اس نے اللہ کی اطاعت چھوڑ دی۔

علامہ زمخشری نے کشاف میں آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں پہلی بات یہ کہ کفر اور شرک کی وجہ سے جب اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رزق اور دنیاوی آسائش و آرام کے دروازے بند نہیں کرتا بلکہ انہیں دنیوی مال و منال سے نوازتا رہتا ہے تو پھر کفر و شرک کا عقیدہ رکھنے کی وجہ سے اولاد کو کیا حق پہنچا ہے کہ وہ اپنے والدین سے دنیوی حسن وسلوک ترک کر دے، دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اگر شرک و کفر کی وجہ سے والدین کی نافرمانی کی جائے اور توحید پر صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا جائے تو یہ فعل خدا کی ناراضگی نہیں بلکہ خوشنودی اور رضا کا باعث ہو گا اور اللہ تعالیٰ اسے اس

افرمانی پر اجر و ثواب مرحمت فرمائے گا۔

علامہ زمخشری نے کشاف میں اس آیت کے شانِ نزول کے بارہ میں دوسرا واقعہ یہ بیان کیا ہے کہ جب حضرت عیاش بن ابی ربیعہؓ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رفاقت میں ہجرت کر کے مدینہ منورہ گئے تو ان کے تعاقب میں ابوجہل بن ہشام اور حارث بن ہشام (جو کہ حضرت عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی کے ماں کی طرف سے بھائی تھے) مدینہ پہنچ گئے اور انہوں نے کہا کہ جس دین کو تم نے اختیار کیا ہے اس میں بھی اقرباء سے صلہ رحمی اور والدہ سے حسنِ سلوک کا حکم دیا گیا ہے۔ اور اب تمہاری ماں (اسماء بنت مخرمۃ) نے تمہاری جدائی میں کھانا پینا چھوڑ دیا ہے اور وہ گھر سے نکل کر دھوپ میں بیٹھ گئی ہے، وہ کہتی ہے کہ جب تک تم واپس نہ آؤ گے وہ کچھ نہ کھائے پیئے گی یہ دونوں مکار مسلسل حضرت عیاش کو ورغلاتے رہے۔ آپ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے اس بارہ میں مشورہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ دونوں فریبی اور دھوکے باز ہیں۔ ان کے کہنے میں مت آنا۔ مگر حضرت عیاش نے یہ مشورہ قبول نہ کیا اور ان دونوں کے ساتھ واپس جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اگر تم نے یہ فیصلہ کر ہی لیا ہے تو پھر میری یہ اونٹنی لے جاؤ یہ بہت تیز رفتار اور برق رفتار ہے۔ جب تمہیں رستہ میں ان سے خطرہ محسوس ہو تو یہ اونٹنی تمہیں لے آئے گی۔ چنانچہ حضرت عیاش یہ اونٹنی لے کر ان دونوں کے ساتھ واپس مکہ جانے کے لیے روانہ ہو گئے۔ رستہ میں ان دونوں نے سازش کی۔ ابوجہل نے کہا میری اونٹنی تھک گئی ہے۔ مجھے اپنی اونٹنی پر بٹھا لو۔ آپ نے اسے اپنے ساتھ بٹھا لیا۔ جب ابوجہل بیٹھ گیا تو اس نے مضبوطی سے انہیں پکڑ لیا اور پھر دونوں نے مل کر آپ کو رسیوں سے باندھ دیا اور خوب مار مار کر نڈھال کر دیا اور اٹھا کر مکہ واپس اپنی والدہ کے پاس لے آئے۔ والدہ نے آپ کو دیکھ کر کہا۔

لا تزال فی عذاب حتی ترجع عن دین محمد

جب تک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین نہیں چھوڑو گے اس وقت تک مبتلائے عذاب ہو گے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

والذین امنوا وعملوا الصلحت لندخلنهم فی الصالحین۔

اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے ہم انہیں صالحین میں شامل کریں گے۔

ما لیس لك به علم، کا معنی یہ ہے کہ مومن یقین کے ساتھ اللہ پر ایمان لاتا ہے وہ دل کی گہرائیوں سے جانتا اور سمجھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے۔ خالق و مالک اور مدبر الامر ہے مگر

اس کے برعکس مشرک جب شرک کرتا ہے تو اسے یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ جس کی پوجا کر رہا ہے ۔ جس کے سامنے سربسجود ہے ۔ اور جسے اپنا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھ رہا ہے ۔ وہ واقعی معبود حقیقی ہے بھی کہ نہیں اور ان اوصاف سے متصف بھی ہے کہ نہیں جن کی وجہ سے وہ اس کی عبادت کر رہا ہے لہٰذا مشرک لاعلمی اور مومن علم کے ساتھ اپنے معبود کی پوجا کرتے ہیں ۔ اور صاف ظاہر ہے کہ جو شخص لاعلمی کی بنیاد پر ایسا کر رہا ہے ۔ وہ راہ راست پر نہیں بلکہ گمراہ اور سچائی سے بہت دور ہے ۔

ومن الناس من یقول امنا باللہ فاذا اوذی فی اللہ جعل فتنۃ الناس کعذاب اللہ ولئن جاء نصر من ربک لیقولن انا کنا معکم اولیس اللہ باعلم بما فی صدور العلمین ۔

ترجمہ :۔ اور لوگوں میں سے بعض وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم یقین لائے اللہ پر اور پھر جب اس کو اللہ کے واسطے تکلیف پہنچے تو وہ لوگوں کے ستانے کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھتا ہے اور اگر آپہنچے مدد تمہارے رب کی طرف سے کہنے لگیں ہم تو تمہارے ساتھ تھے کیا اللہ خوب جانتا نہیں جو جہاں والوں کے دلوں میں ہے ۔

اس آیت سے قبل دو قسم کے لوگوں کا ذکر کیا گیا ۔ مومن صادق ۔ علانیہ کافر اور معاند اسلام اور اب تیسرے گروہ کا ذکر کیا ۔ یہ وہ لوگ ہیں جو یا تو منافق ہیں یعنی زبان سے اقرار توحید کرتے ہیں مگر دل سے منکر ہیں ۔ یا پھر وہ ایمان اور کفر میں سے کسی پر بھی یقین جازم نہیں رکھتے ۔ بلکہ مذبذب ہیں کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف ، اسلام میں آرام اور نعمتیں میسر ہوں تو ایمان کا اظہار اور اگر تکلیف اذیت کا سامنا کرنا پڑے تو فوراً کفر کی حامی بھرنا شروع کر دیتے ہیں ۔ اللہ کی راہ میں کسی ابتلاء وآزمائش کے متحمل نہیں ہوتے ۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اسلام قبول کرنے کا مطلب ہی یہ ہے کہ انہیں سکھ چین اور انعام وکرام ہی ہے ۔ مگر جب توقع کے خلاف مصائب وآلام ان کو آگھیرتے ہیں اور آزمائش کی بھٹی میں پڑتے ہیں تو فوراً اسلام کو خیر باد کہہ دینے پر آمادہ ہو جاتے ہیں ۔ ان ہی لوگوں کے متعلق ایک دوسری آیت میں فرمایا ۔

ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف فان اصابہ خیر اطمان بہ وان اصابتہ فتنۃ انقلب علی وجہہ خسر الدنیا والآخرۃ ذالک ھو الضلال المبین ۔

بعض لوگ پوجا کرتے ہیں ۔ اللہ کی کنارے پر اگر خیر ملے تو اس پر مطمئن ہو جاتے ہیں ۔ اور اگر تکلیف پہنچے تو پھر جاتے ہیں ۔ یہ دنیا و آخرت کا خسارہ ہے ۔ اور یہ ہی کھلی گمراہی ہے ۔

یہ منافق اور مذبذب لوگ لوگوں میں اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ :۔ وہ بھی مومن ہیں اور یہ کہ

ان کا ایمان بھی دیگر مومنین صادقین کی طرح ہے لیکن جب ان کے ایمان کی آزمائش ہوتی ہے تو اس میں ناکام ہو جاتے ہیں اور راہ ایمان میں کوئی چھوٹی سے چھوٹی تکلیف بھی برداشت نہیں کر سکتے۔ لوگوں کے ستانے کو اللہ کے عذاب کے برابر سمجھنے کے دو مطلب ہیں۔ ایک یہ کہ وہ دنیوی مصیبت اور چھوٹی سی تکلیف کو بھی اللہ کے عذاب کے برابر سمجھ کر فوراً سپر ڈال دیتے ہیں حالانکہ اللہ کا عذاب دنیوی مصائب کے مقابلہ میں شدید اور سخت ہے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ کے عذاب سے ڈر کر اور خوف زدہ ہو کر مومن شرک سے بچتا اور توحید کو اپناتا ہے۔ اسی طرح یہ لوگ لوگوں کی طرف سے دی جانے والی تکلیفوں سے ڈر کر توحید اور ایمان کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور کفر و نفاق کو اپنا لیتے ہیں۔ زمخشری کشاف میں فرماتے ہیں۔

هم ناس كانوا يومنون بالسنتهم فاذا مسهم اذى من الكفار وهو المراد بفتنة الناس كان ذالك صارفا لهم عن الايمان كما ان عذاب الله صارف المومنين عن الكفر۔

ترجمہ:۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں جو زبان سے ایمان لائے۔ مگر جب انہیں کفار کی طرف سے تکلیف پہنچی ہے تو وہ تکلیف انہیں ایمان سے روک دیتی ہے جس طرح اللہ کا عذاب مومنوں کو کفر سے روک دیتا ہے۔

ان لوگوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ اگر مسلمانوں کو کوئی نفع اور مال سے فائدہ پہنچے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ ہم بھی تمہارے ساتھ تھے۔ لہٰذا ہمارا حصہ دو۔ ان لوگوں کی اس غلط روش پر عتاب کرتے ہوئے آخر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا یہ لوگ یہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ دلوں کے بھید جانتا اور تمام دلی خیالات سے پوری طرح آگاہ ہے۔ لہٰذا انہیں اتنا بڑا جھوٹ بولنے اور مکاری کرنے سے باز آجانا چاہیئے کیونکہ اللہ ان کے باطن کو جانتا ہے اور وہ یقیناً ان کو اس طرزِ عمل کی سزا دے گا۔

بقیہ :۔ درس حدیث

ہے وگرنہ اگر وہ ان علیا خالق العلمین کہہ دیتے تو ان کا کوئی کیا بگاڑ لیتا۔ ہمارے جاہل اور اندھے معتقدین نے تو ایسی اذان کو بھی بخوشی قبول کر لینا تھا۔ بہر حال یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شیعی اذان میں اضافہ مفوضہ فرقہ کی کارستانی ہے اور اس کا آئمہ شیعہ سے ثبوت نہیں ملتا۔